ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-March)

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

مغربی طرز زندگی اور مسلم خاندانی نظام پر اس کے اثرات : منتخب مسلم مفکرین کی آراء کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

Haris Bilal
Tahira Nusrat
PhD Scholar, Institute of Islamic Studies & Sharia M.Y. University, Islamabad.
MS Islamic Business and Finance (Riphah International University Islamabad) at-
haris.bilal20@gmail.com
PhD Research Scholar, MY University Islamabad.

Abstract
During the nineteenth century, there was a period of secularism and modernization in the Western world that persisted until the latter half of the twentieth century. Its impacts extended to religious beliefs and societal norms. One of the objectives of this movement was to question religion and religious beliefs. was Its impact extended to religious beliefs and lifestyle, in addition to its impacts on the economy and politics. During the 19th and 20th centuries, this lifestyle was widely spread globally through Western colonialism and mass media. The Western intellectual invasion impacted individuals from many backgrounds and religious beliefs. The impacts of this civilization and culture are also evident within the Muslim community.
Key words: Western way of life, Muslim family system and research review.

انیسویں صدی میں مغرب میں سیکولرازم اور جدیدیت کا دور دورہ ہوا جو کہ بیسویں صدی کے نصف تک جاری رہا۔ جس کے اثرات مذہبی عقائد اور طرز معاشرت پر بھی مرتب ہوئے۔اس تحریک کے مقاصد میں سے مذہب اور مذہبی تصورات کو چیلنج کرنا بھی شامل تھا۔اس کے اثرات جہاں معیشت سیاست وغیرہ پر پڑے وہیں اس کے اثرات مذہبی عقائد پر مرتب ہوئے وہیں اور طرز معاشرت پر بھی پڑے۔ انیسویں اور بیسویں صدی میں مغربی استعماری قبضے اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے دنیا بھر میں اس طرز معاشرت فروغ دیا گیا۔ اس مغربی فکری یلغار نے ہر شعبہ زندگی اور ہر مذہب کے لوگوں کو متاثر کیا۔ اس تہذیب وثقافت کے اثرات مسلم خاندانی نظام پر بھی نظر آتے ہیں جو کہ ذرائع ابلاغ کی وسعت کی وجہ سے اور بھی بڑھ گئے ہیں۔ زیر نظر آرٹیکل میں سیکولرازم، جدیدیت اور مابعد الجدیدیت پر لکھنے والے مسلم سکالرز اور علماء کی کتب ورسائل کی مدد سے ان اثرات کا جائزہ لیا جائے گا۔ ان میں مولانا مودودی، مولانا ابوالحسن ندوی، ڈاکٹر سید نقیب الحسن، ڈاکٹر امین (اسلام اور تہذیب مغرب کی کشمکش) اور موجودہ دور میں لکھے گئے سکالری آرٹیکلز کو بھی مطالعہ میں شامل کیا جائے گا۔اس مقالہ میں مغربی تہذیب کی بنیادیں، مغربی اور اسلامی تہذیب کی کشمکش اور مغربی تہذیب کے مسلم خاندان پر اثرات کا مطالعہ کیا جائے گا جن میں جنسی آزادی، غیر فطری تعلقات، خاندانی نظام کی شکست وریخت کو زیر بحث لایا جائے گا۔اس سلسلے میں انگریزی، عربی اور اردو زبانوں میں میسر مواد سے مطالعہ کیا جائے گا۔

اسلامی تہذیب

مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں:

اسلام اور مغربی تہذیب کی بنیادی جدا جدا ہیں۔

مغرب میں عقیدہ انسان کا ذاتی معاملہ ہے جب کہ اسلام اللہ پر ایمان، رسولوں پر ایمان اور اسی طرح آخرت پر ایمان کو بنیاد قرار دیتا ہے۔

اسی طرح عبادات میں اسلام فرض واجب وغیرہ بتا کران کی ادائیگی کو لازم قرار دیتا ہے جب کہ مغرب ان چیزوں کو دقیانوسی سوچ قرار دیتا ہے مغربی تہذیب کے اندر قانون سازی کے عمل سے خدا کی تعلیمات اور احکامات کو نکال دیا گیا ہے۔ قانون سازی قانون ساز اسمبلی کرتی ہے۔ اسلام اسلامی حکومت کا درس دیتا ہے جب کہ مغرب قومی حکومت کی بات کرتا ہے۔ اسلام امت کی سوچ کو سامنے رکھتا ہے جب کہ مغربی نظام قومی سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔ اسلام کا معاشی نظام کسب حلال، صدقہ وزکاۃ کی ترغیب دیتا ہے جب کہ سود سے منع کرتا ہے جب کہ مغربی معاشی نظام سود کا پرچار کرتا ہے۔ اخلاقیات میں اسلام آخرت کو سامنے رکھتا ہے جب کہ مغربی دنیاوی اور مادی سوچ کو سامنے رکھتا ہے۔ معاشرتی نظام میں اسلام ستر وحجاب اور مرد وزن کے کاموں کی ایک تحدید مقرر کرتا ہے جب کہ مغرب میں جو کچھ ہو رہا ہے یہاں اس کے ذکر کی ضرورت نہیں ہے۔[i]

مولانا مودودی زندگی کے نصب العین پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"اسلام نے ہر قسم کے دنیوی اور اخروی اغراض کو چھوڑ کر ایک چیز کو زندگی کا نصب العین اور انسان کی تمام کوششوں کا مقصود اور تمام ارادوں اور نیتوں کی غایات الغایات قرار دیا ہے اور وہ چیز اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کا حصول ہے۔ اب ہمیں دیکھنا چاہیے کہ اس نصب العین میں وہ کون سی خصوصیات ہیں جو اس کو ایک بہترین نصب العین بناتی ہے۔"[ii]

مولانا مودودی تہذیبی اسلامی کا خاکہ تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

1۔ اسلامی تہذیب کا نظام ایک سلطنت کا نظام ہے اس میں خدا کی حیثیت محض ایک معبود کی نہیں ہے بلکہ دنیاوی تصور کے لحاظ سے وہی حاکم مطلق ہے۔

2۔ اس تہذیب کا اصل مقصد اللہ کی خوشنودی کا حصول ہے۔

3۔ یہ کوئی ملکی یا نسلی نہیں بلکہ حقیقی معنی میں ایک انسانی تہذیب ہے۔

4۔ یہ آفاقی تہذیب ایک مضبوط نظام اور گرفت کی حامل ہے۔ یہ اپنے قوانین اور حدود پر عمل کروانے کا مکمل انتظام کرتی ہے۔

5۔ افراد کا تزکیہ کر کے یہ تہذیب ایک صحیح اجتماعی نظام قائم کرتی ہے جس کے افراد صداقت، امانت ایثار اور ضبط نفس جیسی اعلیٰ خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں۔

6۔ اسلامی تہذیب کے ایمانیات وہ تمام خصوصیات موجود ہیں جو انسان کی کردار سازی بھی کرتی ہیں اور دنیاوی طور پر بھی انسان کو ترقی پر ابھارتی ہیں۔[iii]

ہمارے معاشرے کے لوگوں نے جب مغربی تعلیم حاصل کی اور ان کی عقلیں پہلے ہی مغربی افکار سے مرغوب تھیں۔ اس تعلیم اور غیر اسلامی تربیت کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں میں چیزوں کے لکھنے اور پرکھنے کی صلاحیت ختم ہو گئی جب کہ مغربی تعلیم سے انہیں جو سمجھ حاصل ہوئی اس کے مطابق انھوں نے مغربی افکار کو ہی سچ اور برحق سمجھا۔ اس کے بعد اپنے ناقص علم کو سامنے رکھتے ہوئے انھوں نے اسلام پر تنقید کرنا شروع کر دی۔ اسلام اور کفر کی کشمکش میں بھی انھوں نے مغرب کو برحق جانا[iv]۔

مغربی تہذیب

سترویں صدی میں مغرب میں (Enlightment) کا دور دورہ ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں انقلاب برپا ہوا۔ جو کہ انیسویں صدی کے نصف تک سیکولرازم کا روپ دھار چکی تھی۔ اس تحریک نے مغرب کی مسیحی سوچ پر زبردست اثرات مرتب کیے۔ جب ہر چیز انسانی عقل اور منطق کے سپرد ہو گئی تو اس کے اثرات یہ ہوئے کہ مغرب کے مذہبی نظریات بدل گئے اور ایک وقت ایسا آیا کہ خدا کے وجود سے بھی انکار شروع ہو گیا۔ مصنف کے خیال میں جب مغرب نے خدا کو تین تسلیم کر لیا تو یہ تصور ہی اس خدا کے وجود میں مزید تبدیلیوں کو قبول کرنے کے لیے کافی تھا[v]۔ خدا کے وجود کے حوالے سے ان کی مشترک سوچ آخر اس حد تک آ پہنچی کہ وہ "خدا" کا نام ہی ان کے لیے خود ایک مسئلہ بن گیا۔ تو انھوں نے خدا کو چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا اور وقت اور حالات کے مطابق خدا کے وجود سے انکار اور "حقیقت" میں رہنے کی سوچ پیدا ہوئی۔ سیکولر کی اصطلاح لاطینی لفظ "Soculum" سے نکلی ہے جس کا مطلب نکلتا ہے "وقت اور جگہ" اسی چیز کو مد نظر رکھا جائے تو سیکولرازم کا مطلب ہوگا "یہ زمانہ" اور "یہ وقت"[vi] سیکولرائزیشن کا مطلب یہ ہوا آدمی پہلے مذہب سے آزادی حاصل کرے گا پھر مابعد الطبیعات کو منطقی سوچ اور اپنی زبان کے ذریعے کنٹرول کرے گا۔ گو انسان کو مذہب سے آزادی بھی حاصل ہو جاتی ہے اور تمام مذہبی تصورات اور مافوق الفطرت چیزوں سے بھی نجات ملتی ہے[vii]۔

صفحہ 68 پر لکھتے ہیں۔ "سیکولرازم کی اصطلاح سے صرف وہ انکار مراد نہیں جو سیکولرازم سے نکلتے ہیں مثلاً سیکولرازم اور سوشلزم بلکہ اس سے مراد وہ تمام چیزیں ہوتی ہیں جن کی بنیاد پہ سیکولرازم بنا ہے۔ مصنف اس کو سیکولرائزیشن سے تعبیر کرتے ہیں۔"[viii]

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-March)

اسلام اور مغرب کی کشمکش

جب سے اسلام وجود میں آیا ہے اسلام نے تقریباً ایک ہزار (1000) سال تک دنیائے عالم کی تاریخ میں ایک کلیدی کردار ادا کیا۔ اسلام نے ایک نئی تہذیب و تمدن دنیا کو متعارف کروایا اور ایک نئی تاریخ رقم کر دی۔ تقریباً تیرھویں صدی عیسوی میں جب مغرب آہستہ آہستہ فوجی اور معاشی لحاظ سے مضبوط ہونا شروع ہوا اور مغربی ریاستیں مشرق اور مغرب میں دور دور تک پھیل گئیں۔ مسلمانوں کی اندرونی کمزوری کی وجہ سے سترھویں صدی میں مغرب نے اسلامی ممالک میں استعماری قبضہ بھی شروع کر دیا۔ اس طرح مغرب نے استعماری قبضہ اور تہذیب و ثقافت کے فروغ کے ذریعے مسلم ممالک میں اپنی گرفتار مضبوط کر لی اور مسلمانوں کے عالی دماغوں کو متاثر کرنا شروع کر دیا۔ اسلام اور مغرب کی چپقلش تاریخی، فوجی اور مذہبی نے ہوتے ہوئے اب ذہنی و دماغی جنگ بن چکی ہے[ix]۔ صفحہ 15 پر لکھتے ہیں کہ اگرچہ مسلم معاشرہ مغربی معاشرے کی طرح نہیں ہیں ہے۔ اس لیے سیکولرازم مسلم معاشرے کو اس طرح سے متاثر نہیں کر سکتا تھا جیسے مغربی معاشرے کو کیا۔ مسلمانوں کے عقائد پر سیکولرازم میں اس طرح سے اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کے باوجود مسلم معاشرہ سیکولرازم سے متاثر ضرور ہو رہا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت سے مسلم سکالرز اور علماء مغربی طرز فکر سے متاثر ہوئے کیونکہ وہ مغرب کی سائنسی اور علمی ترقی سے مرغوب ہو گئے۔ حالانکہ سکالرز خود بھی مغربی سوچ اور اسلامی نظریات سے پوری طرح سے واقف نہ تھے، یہی حال مسلمان معاشرے کا ہوا[x]۔ مصنف کی رائے کے مطابق جہاں مسلمانوں پر تہذیبِ مغرب کی فکری یلغار کا اثر ہے وہیں مسلمانوں کے راہنما ذہنی خلفشار شکار ہوئے جس کی وجہ سے علمی تشکیک کے ساتھ صحیح راہنماؤں کی پہچان بھی ختم ہو گئی اور مجموعی طور پر مسلم امت زوال کا شکار ہو گئے۔ مغرب اور اسلام کی کشمکش کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اسلام ابتداء ہی سے مغربی تہذیب کے مقابل کھڑا ہوا اور اس نے مغرب کو چیلنج کیا۔

مولانا ابوالحسن ندویؒ (عرب دنیا پر اثرات)

مولانا ابوالحسن ندویؒ نے عرب ممالک میں مغربی تہذیب کے اثرات کا مطالعہ کیا اور ان کو اپنے دردِ دل سے بیان کیا ہے۔

مولانا لکھتے ہیں:

"حجاز کے قیام کے دوران اس کا یہ شدت احساس ہوا مغربی تہذیب عرب ممالک کو پورے طور متاثر بلکہ مفلوج کر چکی ہے اور جزیرۃ العرب اور حجاز مقدس کے (جس سے دنیا کو ایمان واسلام کی روشنی ملی اور ایک ایسی امت کا ظہور ہوا جو زمانہ کی امامت کے لیے پیدا کی گئی تھی) تعلیم یافتہ نوجوان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔"[xi]

محمد سرفراز خالد لکھتے ہیں

"عرب ممالک میں مولانا ابوالحسن ندوی کو یہ محسوس ہوا کہ عرب قرآن وحدیث سے اعراض برتتے ہوئے امریکہ اور یورپ کی تقلید کو شعار بنائے ہوئے ہیں۔"[xii]

اسی طرح ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ عرب ممالک مغرب سے اس قدر مرعوب نظر آتے ہیں کہ وہ مغربی تہذیب کو ہی اپنی کامیابی وکامرانی تصور کرنے لگے ہیں۔ اور اس میں عوام اور خواص برابر کے شریک ہیں[xiii]۔

چنانچہ اپنی بحث کو سمیٹے ہوئے لکھتے ہیں۔

"مولانا ابوالحسن ندوی نے امت مسلمہ کو عموماً اور عرب دنیا کو خصوصاً جس طرح مغربی تہذیب کے مضر اثرات سے بچنے کی تلقین کی اور مسلمانوں کو اپنے دین اسلام سے وابستگی کا درس دیا۔ ان کی اصلاح و ترتیب کا جو فریضہ سرانجام دیا وہ لائق صد تحسین ہے۔ عرب ممالک میں ان کے افکار و نظریات کو خوب پذیرائی حاصل ہوئی اور آپ کی تعلیمات سے آگاہی کے لیے آپ کو اکثر عرب ممالک میں معزز مہمان کی حیثیت سے مدعو کیا جاتا۔"[xiv]

مولانا ابوالحسن ندوی باوجودیکہ کے ہندوستان سے تعلق رکھنے والے ایک نامور عالم تھے۔ لیکن اپنے دردِ دل کے وجہ سے عرب دنیا نے ان کے نظریات کو سمجھا اور ان کو عزت دی۔ مولانا جہاں پوری امت کے لیے پریشان تھے وہی عرب اور خاص طور پر اہل حجاز کے لیے زیادہ پریشان نظر آتے تھے۔ کیونکہ اسلام کی دعوت کا ابتدائی مرکز اور مسلمانوں کا عالمی مراکز حجاز مقدس میں ہی واقع تھے۔ ان لوگوں کا مغرب سے متاثر ہونا ایک المیہ ہے۔

دوسری بات یہ بھی واضح ہوتی ہے کہ عرب دنیا میں مغربی تہذیب کے اثرات عوام اور خواص دونوں کو متاثر کر رہے ہیں۔ اور یہی حال پوری امت کا ہے اور دیگر علاقوں میں وقت کے ساتھ صورت حال مزید ابتر ہوتی جارہی ہے۔ خاص طور پر سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کے بے ہنگم اور غلط استعمال نے نوجوانوں اور خواتین کے ساتھ ساتھ بچوں اور بوڑھوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ جس کا اثر ظاہر ہے مسلم خاندانی نظام پر پڑتا واضح طور پر نظر آرہا ہے۔

مغربی طرزِ معاشرت اور مسلم خاندان

مسلم مفکرین کی آراء کو اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بات سمجھ آتی ہے کہ سیکولرازم، جدیدیت، عالمگیریت، گلوبلائزیشن اور مغربی تہذیب و تمدن اور کلچر اور الحاد کی اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں۔ جب ان کے اثرات کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان اصطلاحات کے مطالب بے شک مختلف ہو سکتے ہیں لیکن ان کے نتائج میں بہت کچھ یکساں ہے۔ خاص طور پر ان سب چیزوں کے اثرات میں ایک چیز تو واضح ہے اور وہ مغربی تہذیب و تمدن کا فروغ ہے۔ اس سے وہ مغربی تہذیب و تمدن مراد ہے جو گذشتہ دو تین صدیوں میں پھیلا۔ جسے ابتداً استعماری نظام پھر تعلیم اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے عام کیا گیا یہاں تک کہ وہ جدید شکل اختیار کر لیا۔

زیر نظر مقالہ میں دوران تحقیق اس بات کو مد نظر رکھا گیا ہے اور پھر خاص طور پر مسلم خاندانی نظام پر ان کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

ڈاکٹر خالد علوی

ڈاکٹر خالد علوی عالمگیریت (Globlization) کی وضاحت میں لکھتے ہیں۔

"عالمگیریت کا زیادہ اہم پہلو یہ ہے کہ یہ مغربی تہذیب و تمدن کے فروغ و وسعت کا ایک نیا مرحلہ ہے۔ مغربی تہذیب دو سو سالوں سے دنیا میں غلبہ حاصل کرنے میں مسلسل آگے بڑھ رہی ہے۔"[xv]

صفحہ 639 پر لکھتے ہیں۔

"عالمگیریت کے نتیجے میں مغربی معاشرت اور ثقافت کا غلبہ ہوگا۔ عالمگیریت دراصل مغربی کلچر کے غلبے ہی کا دوسرا نام ہے۔ خاندان کی تباہی، اخلاقی اقداروں کی پامالی، عریانی و فحاشی کا فروغ، ایثار و شفقت کا فقدان خود غرضی و مفاد پرستی کا راج، غیرت و عصمت کی ناقدری اور ہر شے حتیٰ کہ انسان بھی خریدنی و فروختنی ہوگا۔"[xvi]

صفحہ 641 پر "عالمگیریت اور مسلم دنیا" کے عنوان کے ذیل میں ڈاکٹر خالد علوی لکھتے ہیں۔

"مسلم دنیا پر پہلا اثر جو عالمگیریت کا ہوگا وہ حیا باختگی اور اخلاقی فساد کا ہوگا۔ مسلمان معاشروں میں جو تھوڑی بہت مزاحمت ہے وہ عالمگیریت کے بوجھ تلے دم توڑ دی گی۔"[xvii]

ڈاکٹر خالد علوی کی رائے پر غور کریں تو ہمارے سامنے یہ بات آتی ہے کہ عالمگیریت کے پر فریب نعروں کے پیچھے دراصل مغربی تہذیب کو فروغ دینا ہے اور اس کے نتیجے میں خاندانی نظام اور اخلاقی اقدار تباہ ہو جائیں گے۔ مسلم معاشرے پر عالمگیریت کے اثرات میں سے پہلا اثر ہی حیا کے اٹھنے کی صورت میں ہوگا۔ مسلم معاشروں میں عالمگیریت کے اس طوفان کے سامنے مزاحمت فتح ہوتی چلی جائے گی۔

مذکورہ بالا رائے کے حوالے سے یہ بات آج واضح ہو چکی ہے کہ مسلمان معاشرے مغربی تہذیب و تمدن کی لپیٹ میں ہیں اور مغربی رہن سہن کو فخریہ طور پر اپنایا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے آہستہ آہستہ مسلمان خاندانی نظام بری طرح متاثر ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر محمد امین

ڈاکٹر محمد امین پنجاب یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں اپنی کتاب "اسلام اور تہذیب مغرب کی کشمکش" ہیں انھوں نے مغربی تہذیب کے اسلامی معاشروں پر اثرات کا تجزیاتی مطالعہ کیا ہے۔

اس کتاب میں انھوں نے یہ بحث کی ہے کہ مغربی تہذیب کو اختیار کیا جائے یا رد کر دیا جائے کہ اس میں مختلف نقطہ نظر کو زیر بحث لایا ہے۔

علاوہ ازیں انھوں نے تفصیلاً مسلم معاشرے پر مغربی تہذیب کے اثرات کا مطالعہ بھی کیا ہے اور پاکستانی تناظر میں اس پر خصوصی طور پر بحث کی جائے۔

انھوں نے پاکستانی تعلیم، عقائد، اخلاق، معاشیات، ثقافت وغیرہ پر مغربی تہذیب کے اثرات کو خصوصی طور پر زیر بحث لایا ہے۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-March)

مندرذیل بحث میں ڈاکٹر محمد امین کی رائے میں مغربی تہذیب اور رہن سہن کے پاکستانی معاشرہ پر جو اثرات مرتب ہوئے ہیں ان کو زیر بحث لایا جائے گا۔

ڈاکٹر محمد امین کے مطابق مغربی تہذیب کے مسلم معاشروں میں نفوذ کے اسباب درج ذیل ہیں۔

1. مسلمان دین سے دور ہو گئے اور مغلوب ہونے لگے تو مغرب نے مسلم تہذیب کو ختم کرنے کے لیے سنجیدہ کوشش کی۔ مسلمانوں کے نظام تعلیم کے مقابل اپنا نظام بطور متبادل پیش کیا جس کی وجہ مسلم اذہان پر انھوں نے غلبہ حاصل کر لیا[xviii]۔

2. مسلمانوں نے مغربی قبضے کے بعد فکری اور میدان جنگ دونوں جگہ مزاحمت کی لیکن مسلمانوں میں ایک گروہ ایسا پیدا ہوا جو مغرب سے مرعوب ہو گیا۔

ایک گروہ مرعوب تو نہیں تھا بلکہ انھوں نے مزاحمت بھی کی لیکن یہ مزاحمت منظم نہ تھی جس کی وجہ تدریجاً مغربی تہذیب مسلم معاشروں میں نفوذ کرتی گئی[xix]۔

ذیل میں ڈاکٹر محمد امین صاحب کے افکار کی روشنی میں مغربی تہذیب اور طرزِ معاشرت کا مسلم خاندانی نظام پر اثرات کا جائزہ لیا جائے گا۔

تعلیم

مغربی تہذیب کے اثرات میں سے ایک عنصر یہ بھی ہوا کہ تعلیم ایک کاروبار کی شکل اختیار کر گئی۔ اور کردار سازی والے مضامین سے اعراض برتا گیا۔ جن میں اسلامی علوم، معاشرتی علوم اور اجتماعی و سماجی علوم شامل ہیں[xx]۔

انگلش میڈیم کو فروغ دے کر بچوں کو انگریزی زبان سکھائی جاتی ہے۔ دوسری زبان کے اثرات کی وجہ سے بچہ بنیادی عقائد اور نظریات سے دور ہو جاتا ہے[xxi]۔

معیشت

ڈاکٹر محمد امین کی رائے کے مطابق یہ بحث سامنے آتی ہے کہ مغربی معیشت کی وجہ سے بھی مسلم خاندانی نظام کے اوپر برے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

1۔ اس نظام معیشت کے اثرات کی وجہ سے انسان ہر وقت کمانے اور معیارِ زندگی کو بہتر کرنے کی تگ و دو میں لگا رہتا ہے جس کی وجہ سے جہاں اور بہت سے جرائم در آتے ہیں وہی پر ایسے پیشوں کو اختیار کرنے میں کراہت محسوس نہیں کی جاتی۔ جن کو ہر مسلمان ناجائز سمجھتا ہے۔

مثلاً ناچنے گانے کا پیشہ اختیار کرنا۔ خواتین کا ایسے فیشن لباس پہننا جو کہ ساتر نہ ہو، مخلوط تعلیمی اداروں کا قیام وغیرہ[xxii]۔

جس کے نتیجے میں مسلمانوں میں بے راہ روی خاندانی مسائل طلاق وغیرہ، اولاد میں بگاڑ اور نمود و نمائش عام ہو جاتی ہے اور خاندانی نظام پر اثرات بدرونما ہوتے ہیں۔

معاشرت

ڈاکٹر محمد امین کی رائے یہ ہے کہ جو فکر و تہذیب عورت کے بارے میں معتدل رائے اختیار نہ کرے وہ تباہ ہو جاتی ہے۔ کچھ صدیوں سے مسلمان معاشروں نے خواتین کو وہ حقوق نہیں دیے جو کہ اسلام نے دیے ہیں۔ جب کہ مغرب دوسری اشیاء کی طرف نکل گیا انھوں نے حریت اور آزادی کے نام پر عورت کو وہ مقام دیا جو کہ اس کی فطرت کے خلاف تھا[xxiii]۔

آگے لکھتے ہیں کہ اس کی وجہ سے ہمارے ہاں خواتین میں شوقیہ ملازمت، مغربی لباس پہننا، مخلوط تقریبات وغیرہ کا فروغ ہوا جس کی وجہ ہمارا خاندانی نظام بری طرح متاثر ہوا۔

اس کے علاوہ مردوں نے خواتین کا فیشن اور خواتین نے مردانہ فیشن کو اپنانا بھی مغربی طرز معاشرت کے اثرات کا ہی نتیجہ ہے۔

مخلوط تعلیمی اداروں میں اساتذہ، طلباء اور طلبات کے درمیان نامناسب تعلقات بھی سامنے آتے ہیں۔ علاوہ ازیں شادی کی مخلوط تقریبات، مہنگی شادیاں کرنا بھی ہماری تہذیب اور خاندانی نظام کو متاثر کرنے کا سبب ہے۔

لو میرج کے بڑھتے ہوئے رجحانات، اور نوجوانوں کا انٹرنیٹ کا غلط استعمال نوجوانوں میں فحاشی اور بے راہ روی کو فروغ دے رہا ہے[xxiv]۔

صفحہ 179 پر ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ مغربی تہذیب کے اثرات میں سے ایک اثر یہ بھی ہے کہ ہمارے درمیان سے بھائی چارہ ختم ہو رہا ہے۔ ہر شخص میں خود غرضی اور لاتعلقی نمایاں ہوتی جاتی ہے۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-March)

مزید لکھتے ہیں کہ بزرگوں کو بوجھ سمجھا جارہا ہے اور مغرب کی تقلید میں اولڈ ہومز کا قیام بھی عام ہوتا جارہا ہے۔

ظاہر داری اور ریاکاری عام ہوتی جارہی ہے۔اپنی استعداد سے زیادہ اور مہنگی چیزیں خرید کر مقروض ہو کر زندگی بسر کی جاتی ہے[xxv]۔

ڈاکٹر محمد امین کی رائے یہ ہے کہ

مغرب فکر و تہذیب انسان کو خود مختار قرار دیتی ہے اور اپنی مکمل اپنی مرضی سے اپنی زندگی بسر کرنے کا اختیار دیتی ہے جس کی وجہ سے جنس پرستی وغیرہ انسان کے ذاتی معاملات قرار پاتے ہیں اور یہی روش مسلمانوں میں بھی عام ہوتی جارہی ہے جس کی وجہ مسلمانوں میں بھی شراب نوشی، زنا بالرضاء ہم جنس پرستی وغیرہ جیسی چیزیں قبول کی جارہی ہیں۔

الغرض ڈاکٹر محمد امین کے افکار کے مطابق دور زوال میں جب مسلمانوں کا تعلیمی نظام بھی ان کے ہاتھ سے نکل کر مغربی افکار کے تابع ہوا تو مغربی تہذیب اور زبان و فکر مسلمان بچوں میں عام ہونا شروع ہوئی۔مغربی لباس اور طرز زندگی کو فخریہ انداز میں اپنانے کی وجہ سے مسلمان بچے اپنے والدین کے ہاتھوں سے نکل گئے۔تعلیمی اداروں میں مغربی لباس اور طرز زندگی کو بھی ان تعلیمی اداروں میں فروغ دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے مسلمان بچوں کے اذہان اور طرز زندگی پر فرق نمایاں ہوتا ہے اور مسلم بچہ مغربی تہذیب کی طرف مائل ہو کر وہی انداز اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔جس کی وجہ بچوں میں اخلاق عقائد نظریات اور سوچ متاثر ہوتی ہے۔گویا ایک بچہ ابتداء سے ہی مغربی تہذیب اور ان کی زبان اور طرز رہن سہن کے مطابق زندگی گزارنے لگتا ہے۔تو جب وہ جوان ہوتا ہے تو ظاہر ہے ان ہی نظریات کو ساتھ لے کر پروان چڑھتا ہے جس کی وجہ یہ چیز ان کی زندگی کا جزو بن کر رہ جاتی ہے۔

رہی سہی کسر مغربی معیشت نے پوری کر دی اور زندگی سے قناعت اور کسب حلال جیسی چیزوں کو نکال کر بہتر طرز زندگی کا نعرہ عام ہوا۔جس کی وجہ سے حرام کاروبار اور پیشے اختیار کرنے کو بھی عیب نہ سمجھا گیا اور خواتین سے بہتر و حجاب اور نامناسب اور پر وقار لباس کی جگہ مغربی لباس عام ہوا اور وہی قابل فخر ذریعہ بننے لگا۔

مخلوط محفلوں، انٹرنیٹ کے غلط استعمال نے فحاشی و عریانی کو فروغ دیا۔ناجائز تعلقات نہ صرف عام ہونے لگے بلکہ فخر کا سبب بھی بن گئے۔خاندان کے بزرگ بھی بوجھ لگنا شروع ہو گئے اور اولڈ ہومز کا قیام شروع ہو گیا۔

اس کے علاہ خود غرضی اور لا تعلقی بھی عام ہونے لگے۔ہر بندہ اپنی ذات کا سوچنے لگا جس کی وجہ سے ایک خود غرض معاشرہ وجود میں آیا اور مسلم خاندان نظام کا شیرازہ بکھرنے لگا۔

ڈاکٹر فاروق حیدر

"عالمگیریت اور مسلم خاندان" کے عنوان سے لکھے گئے اپنے آرٹیکل میں رقمطراز ہیں۔

"مسلم ممالک جو معاشی یا سیاسی لحاظ سے مستحکم ہیں یا نہیں۔ہر دوسرا مسلم معاشرہ عالمگیریت کی لپیٹ میں ہے۔خاص طور پر سماجی اور ثقافتی عالمگیریت کے آثار مسلم معاشروں میں تیزی سے جڑ پکڑ رہے ہیں۔جس کا براہ راست اثر مسلم معاشرت کے سب سے مضبوط ادارہ خاندان پر پڑ رہا ہے[xxvi]۔

ڈاکٹر صاحب کی رائے کے مطابق مسلم خاندان بھی عالمگیریت کی زد میں آکر آزادی نسواں، اباحیت پسندی اور ہم جنس پرستی وغیرہ جیسے اثرات کو قبول کر رہا ہے۔ جس کی وجہ سے خاندانی نظام کی چولیں ہل کر رہ جاتی ہیں۔طلاق کے رجحان میں اضافہ، ترتیب اولاد اور بزرگوں کا احترام اور خدمت سے پہلو تہی کرکے متبادل انتظام کرنے کی روش عام ہوتی جارہی ہے۔اور اس سب کی بڑی وجہ انفرادیت پسندی اور مادی اقدار کا نہ صرف عام ہونا ہے بلکہ تقلید مغرب کو سرمایہ افتخار خیال کیا جانے لگا ہے۔جس کی وجہ سے یہ مسائل بڑھتے جارہے ہیں[xxvii]۔

مبشر نذیر

مبشر نذیر لکھتے ہیں۔

"مغربی دنیا نے تو سیکولرازم کو پوری طرح قبول کر لیا اور اب ان کے ہاں اس کی حیثیت ایک مسلمہ نظریے کی ہے۔انھوں نے اپنے مذہب کو گرجے کے اندر محدود کرکے کاروبار حیات مکمل طور پر سیکولر کر لیا ہے۔چونکہ اہل مغرب کے زیر اثر مسلمانوں کی اشرافیہ بھی الحاد قبول کر چکی تھی، اس لیے ان میں سے بہت سے ممالک نے سیکولرازم کو بطور نظام

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-March)

حکومت قبول کر لیا۔"[xxviii] مغربی الحاد اور سیکولرازم سے کھلنے والی تہذیب و تمدن کا مطالعہ کرتے ہوئے مبشر نذیر مزید لکھتے ہیں کہ مسلم دنیا پہلے اس الحاد جدید کے اثرات سے محفوظ رہی لیکن بیسویں صدی کے آخری حصے میں میڈیا کے ذریعے یہ ہمارے معاشروں میں جگہ بناتا گیا۔ معاشرے میں فری سیکس پھیلنے لگا خاندانی نظام کا خاتمہ ہونا شروع ہوا۔ بچوں کی تربیت کی ذمہ داری سے جان چھڑانے کی کوشش شروع ہو گئی اور بوڑھوں کو اولڈ ہومز میں بھیجنے کا رواج شروع ہوا۔ اب زندگی کڈز ہومز سے اولڈ ہومز تک کا سفر بن کر رہ گئی[xxix]۔

الحاد جدید اور سیکولرازم نے پہلے مغربی معاشرے کو تباہ کرنے ایک نئی تہذیب و تمدن کی بنیاد رکھی اور خاندانی نظام کو تباہ کیا اس کے بعد مسلم معاشروں میں بھی اس کے اثرات نمایاں ہونے لگے اگرچہ یہ اثرات کم ہیں لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ان میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے جس سے مسلم خاندانی نظام بری طرح متاثر ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر بی بی عالیہ

ڈاکٹر بی بی عالیہ خاندانی نظام کی تعریف میں لکھتی ہیں؛

فیملی سسٹم سے مراد دو یا زیادہ لوگ جو کہ پیدائشی یا شادی کے رشتے سے منسلک ہوں اور ایک ساتھ اپنے ہوں۔ ان میں ہر ایک فرد خاندان کا فرد شمار کیا جاتا ہے۔ انسانی زندگی فیملی کے بغیر ممکن نہیں یا پھر ایک انسان کے لیے خاندان کے بغیر دنیا کافی مشکل ہوتا ہے۔

ڈاکٹر بی بی عالیہ نے ایک مسلم خاندان کے درج ذیل امتیازی پہلوذ کر کیے ہیں۔

1۔ مسلم خاندان کا ڈھانچہ بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر بی بی عالیہ لکھتی ہیں۔

“In our society, at first family includes, husband, wife, children, parents if they are alive, secondly, the close relatives irrespective whether the together or not.”[xxx]

گویا فیملی ابتدائی طور پر میاں بیوی بچوں اور والدین پر مشتمل ہوتی ہے پھر اس کے بعد دیگر رشتہ دار بھی اس میں شامل ہوتے ہیں جن کو گھر آنے جانے کی اجازت ہوتی ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ نے کہا ہے کہ وہ محارم ہوتے ہیں جن سے نکاح نہیں ہو سکتا[xxxi]۔

ایک مسلماں خاندان کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر بی بی عالیہ لکھتی ہیں؛

- ایک مسلمان گھرانے میں تمام افراد خانہ ایک دوسرے محافظ ایک دوسرے کے لیے قربانیاں دیتے اور ایک دوسرے کے اخلاقی مددگار ہوتے ہیں۔
- بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت

اسلام بڑوں کو عزت کا مقام دیتا ہے اور خصوصی طور پر والدین کو اس مقام سے نوازا جاتا ہے۔ اور والدین کے ذمہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت ہوتی ہے۔

- شادی ایک خاندان کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایک اسلامی معاشرے میں نکاح کے معاہدے کے ساتھ ایک ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں مرد اور عورت اور نئے خاندان کی بنیاد بنتے ہیں۔
- ستر و حجاب بھی ایک مسلمان خاتون کی نشانی اور اس کا شعار ہے۔ اسلام خاص طور پر خاتون کو سر اور سینہ ڈھانپنے کی ہدایت کرتا ہے۔

مغربی طرز زندگی کے مسلم معاشرے پر اثرات

- اسلام مل جل کر رہنے کی تلقین کرتا ہے جب کہ مغرب فرد زندگی پر یقین رکھتا ہے۔ مغرب میں بچے عمر کے ایک حصے کے بعد آزاد ہو جاتے ہیں پھر وہ اپنی زندگی کا تعین خود کرتے ہیں۔ اب یہی نظام ہمارے ہاں بھی مزین کر کے پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ سے بہت مسائل ہوں گے۔ بچے ڈے کیئرز اور بوڑھے اولڈ ہومز جائیں گے۔
- مغرب میں بچوں کو حد سے زیادہ خود اعتمادی اور اظہار خیال کی آزادی دی جاتی ہے حتیٰ کہ بچے اپنے والدین سے بھی الجھ سکتے ہیں۔

جب کہ ہمارے معاشرتی نظام میں بڑے بولتے ہیں اور بچے خاموش رہتے ہیں اور سوال کے موقع پر ہی بولتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ہمارے ہاں بھی مغربی طرز کو فروغ دے کر بچوں کو خود سر اور بدتمیز تک بنایا جا رہا ہے۔

- اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کا گھر کے اندر ایک دائرہ کار متعین کیا ہے۔ مغرب کے ذمہ کمانا اور باہر کے کام ہیں جب کہ عورت کے ذمہ گھر کی ذمہ داری اور بچوں کی پرورش ہے۔[xxxii]
- جب کہ مغرب میں مرد اور عورت دونوں مل کر گھر کے اخراجات کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بچوں کی تربیت سے اعراض کیا جاتا ہے مثلاً بچوں کی پیدائش سے جان چھڑائی جاتی ہے۔

یہی طرز معاشرت اب ہمارے ہاں بھی دیکھنے کو مل رہا ہے اور خواتین باہر کام کے لیے نکلتی ہیں۔ مثلاً خواتین اپنے بچوں اور خاندان کو پس پشت ڈال کر کے ملازمت کے لیے جاتی ہیں۔

- مغربی معاشرے میں سوشلزائزیشن کے نام پر مرد و خواتین کا گھر سے باہر دوستیوں کو رجحان عام ہے۔ خاتون کے مرد دوست ہو سکتے ہیں اور ایک مرد کی خواتین کے ساتھ دوستی ہو سکتی ہے۔ یہی سلسلہ ہمارے یہاں بھی کسی حد تک دیکھنے کو مل رہا ہے۔
- اسلامی معاشروں میں مرد و خواتین پر وقار لباس پہنتے ہیں۔ خواتین کے گھر سے باہر جاتے وقت خود کو زیادہ ڈھانپ کر نکلتی ہیں جب کہ مغرب نے لباس کی بہت زیادہ آزادی دی خاص طور پر خواتین کے لیے لباس کی بہت زیادہ آزادی ہے۔ ہمارے معاشرے میں دیکھا دیکھی لباس اور حجاب کے معاملے میں ہمارے یہاں بھی خواتین میں بہت زیادہ تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔[xxxiii]
- مشرقی معاشروں میں سادہ کھانوں کا رواج تھا۔ اور تمام افراد مل جل کر کھانا کھاتے ہیں۔ لیکن اب گھر کے کھانوں کی بجائے باہر ہوٹلوں کا رواج اور سادہ کھانوں کی بجائے پیزا، چائینیز کھانے وغیرہ رواج پذیر ہو رہے ہیں۔
- مغرب کو دیکھا دیکھی ہمارے ہاں بھی تفریح کا طریقہ کار تبدیل ہوتا جا رہا ہے۔ مغرب میں لوگ ڈانس پارٹی اور کلبوں وغیرہ میں جا کر ڈانس کرنے کو تفریح سمجھتے ہیں۔ اب یہی ڈانس پارٹیاں ہمارے تعلیمی اداروں کا بھی حصہ بن رہی ہیں۔

الغرض ہمارے پاس ایک مکمل نظام حیات موجود ہونے کے باوجود بھی ہم مغرب کی تقلید میں احساس کمتری مثلاً ہو کر قرآن و سنت سے دور ہوتے ہیں۔ گلوبلائزیشن کی وجہ سے ہے اور نوجوان انٹرنیٹ کے ذریعے مغربی تہذیب و تمدن اور طرز معاشرت کے دلدادہ ہو رہے ہیں۔ اس لیے والدین اپنے بچوں کی انٹرنیٹ پر سرگرمیوں کو نظر میں رکھیں۔ بچوں کی دینی اور اسلامی تربیت کریں۔ میڈیا کے ذریعے جو مغربی تہذیب و تمدن اور طرز معاشرت کو فروغ دیا جا رہا ہے متعلقہ ادارے ان پر گہری نظر رکھیں۔ اسی طرح بچوں میں غیر فطری تعلقات اور بغیر نکاح کے تعلقات کی حوصلہ شکنی کریں اور ایسی تربیت کریں کہ وہ اس کو عیب سمجھیں۔ اولاد کی بروقت شادی کرنے کے حوالے سے بھی والدین کو سنجیدگی سے غور کرنا ہو گا۔

بنت اسلام

بنتِ اسلام اپنی کتاب "نوجوان لڑکیوں کے نام" میں لکھتی ہیں؛

"ایسی مائیں جو زیادہ وقت ٹی وی ڈراموں اور فلموں پر صرف کرتی ہیں یا پھر ناولوں کی کہانیوں میں کھوئی رہتی ہیں۔ اپنا وقت تو برباد کرتی ہی ہیں، اپنی اولاد کو بھی برباد کر دیتی ہیں جس طرح کسی بھی فلم میں جاہل و بے دین ماں اپنے بیٹے کو انتقام کے لیے تیار کرتی ہے یا پھر اپنے بچوں کی بے معنی کامیابی پر جس طرح جشن مناتی ہے اس کی تقلید کرتے ہوئے وہ بھی ویسا ہی کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ نہ ہی وہ اپنی اولاد کو دینی تعلیم دینے کے قابل ہوتی ہیں اور نہ ہی دنیاوی۔ تعلیم دینا تو دور کی بات وہ ان میں تعلیم کا شوق بھی پیدا نہیں کر پاتیں۔

جو نوجوان بچیاں ٹی وی، فلموں اور موسیقی سے متاثر ہوتی ہیں وہ بالکل ہی اندھی تقلید میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ کالج جاتے ہوئے وہ کسی فلم کی ہیروئن سے کم نظر نہیں آنا چاہتیں۔ لباس کا انداز، بال بنانے کا انداز حتیٰ کہ گفتگو کا انداز بھی کسی نہ کسی ایکٹرس (اداکارہ) کا اپنایا جاتا ہے۔ اور جب کسی لڑکی کو کسی فلم یا اداکارہ سے تشبیہ دی جاتی ہے تو وہ خوشی اور فخر سے دیوانی ہو جاتی ہے۔ ایسی بے جا تعریف اس کا دماغ ساتویں آسمان پر پہنچا دیتی ہے۔ اور کسی سے سیدھے منہ بات کرنا اس کو اپنی توہین محسوس ہوتی ہے۔ بالآخر بڑوں سے بد تمیزی اور چھوٹوں سے ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ پیش آنا ایسی نوجوان لڑکیوں کے اخلاق کا لازمی جزو بن جاتا ہے"۔

مذکورہ بالا عبارت کا نچوڑ یہ ہوا کہ مائیں ٹی وی فلموں (آج کل موبائل اور سوشل میڈیا) کے ساتھ مصروف رہتی ہیں جس سے ان کی سوچ میں وہی کچھ آتا ہے جو وہاں سے دیکھتی ہیں اور وہی اپنی اولاد کو سکھاتی ہیں۔ایسے ہی نوجوان لڑکیاں بھی فلمی اداکاراؤں کی تقلید کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور ان میں بڑوں کے ساتھ توہین آمیز رویہ عام ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر ساجد اللہ اسد

ڈاکٹر ساجد اللہ مغربی تہذیب کے غلبے کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"دنیا بھر میں بے شمار تہذیبیں موجود ہیں لیکن وہ تمام مخصوص ترکیب کی بنا پر کسی حد تک ایک دوسرے سے مماثلت رکھتی ہیں۔چونکہ ہر تہذیب اپنی اقدار سے محبت رکھتی ہے،اسی والہانہ وابستگی کے نتیجے میں تہذیبی تصادم وجود میں آتا ہے۔آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں Clash of Civilizations کا دور کہا جانے لگا ہے۔مغربی تہذیب پچھلے دو سو سال سے دنیا پر غلبہ حاصل کرنے میں مسلسل آگے بڑھ رہی ہے۔اسی لیے یہ مرحلہ مغربی فکر،مغربی اداروں اور زندگی کے بارے میں مغربی اپروچ کے بڑے غلبے کا ہے۔آج میڈیا مغرب کے ہاتھ میں ہے اور وہ اسے بطریق احسن استعمال کرتے ہوئے مغربی تہذیب و ثقافت اور رسوم و رواج کو پرنٹ میڈیا اور سوشل میڈیا کے ذریعے نوجوان نسل میں انجیکٹ کر رہا ہے۔نہایت کم عمری میں بچے فیس بک استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں"۔

سوشل میڈیا،خاندانی اور ازدواجی رشتوں کے زوال پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر ساجد اللہ لکھتے ہیں

"سوشل میڈیا نے افراد میں مصنوعی مصروفیت پیدا کر کے تکلفات اور بہت سی غیر اہم اشیاء کو بھی ضروریات میں شامل کر دیا ہے۔اس نے سماجی اور خاندانی رابطوں کو نقصان پہنچایا ہے۔آج کا نوجوان فخر محسوس کرتا ہے کہ وہ سوشل میڈیا کے طفیل ایک سائبر فیملی کا حصہ بن چکا ہے لیکن سوشل میڈیا پر جنم لینے والی اس سائبر فیملی میں باپ،بیٹے،بھائی، بہن،خاوند اور بیوی کے رشتے فیملی کا حصہ بن چکا ہے۔لیکن سوشل میڈیا پر جنم لینے والی اس سائبر فیملی میں باپ،بیٹے،بھائی،بہن،خاوند اور بیوی کے رشتے صرف اہل تعلق Friend میں ضم ہو چکے ہیں۔اور یہ Friendly تعلق رشتوں کی نزاکتوں اور جذبات کو خطرناک حد تک متاثر کر چکا ہے۔فیس بک سے حد درجہ وابستگی نے ازدواجی رشتوں کے آپسی کردار کو حد درجہ مشکوک کر دیا ہے۔۔۔۔۔۔آسٹریلین لاء فرم سلیٹر اینڈ گورڈن کی تحقیق کے مطابق ہر سات میں سے ایک طلاق فیس بک یا کسی اور آن لائن سائٹ پر شوہر یا بیوی میں سے کسی ایک کی پوسٹس کے باعث ہوتی ہے"۔[xxxiv]

الغرض یہ دور تہذیبوں کے تصادم اور کشمکش کا ہے۔مغربی تہذب میڈیا سوشل میڈیا کے ذریعے پھیل رہی ہے۔سماجی رابطوں کی ویب سائٹس پر باقاعدہ ایک خاندانی نظام کی شکل اختیار کر رہی ہیں۔سوشل میڈیا ازدواجی تعلقات میں دراڑ کا سبب بھی بن رہا ہے۔

سوشل میڈیا اور خاندانی نظام میں انتشار

مغرب میں سوشل میڈیا خصوصاً فیس بک میاں بیوی میں علیحدگی اور طلاق کا بڑا سبب بن چکا ہے۔خانگی امور کی ماہر تہانی الشرونی کہتی ہیں:خاندانی ناچاقیوں کی جن مشکلات سے ہمارا واسطہ پڑتا ہے وہ عجیب و غریب اور تضاد سے بھرپور ہیں۔جب زوجین میں سے کوئی ایک انٹرنیٹ کی دنیا کے نامعلوم ماحول میں غیر لوگوں کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کرتا ہے تو اس کی یہ حرکت پاکیزہ،پُرسکون اور خوب صورت عائلی زندگی کے شفاف چشمہ کو آلودہ کر دیتی ہے۔الشرونی مزید بتاتی ہیں کہ جس بات کا حقیقی زندگی میں زبان پر لانا مشکل تھا، اب موبائلز کے بٹن اور سکرین کے بچ سے وہ سب بہت آسان ہو گیا ہے۔کمپیوٹر اور موبائل کی سکرین کے پیچھے لوگ بے باک اور بے شرم ہو جاتے ہیں۔زوجین ایک دوسرے کے جذبات و احساسات کا خیال رکھیں اور معمولی سے شک و شبہ اور ایک دوسرے کی ذات پر کسی قسم کی بداعتمادی کو ہرگز سر اٹھانے کا موقع نہ دیں۔ایسے اقدامات مسلسل کرتے رہیں جن سے باہمی اعتماد کو بڑھاوا ملے۔یاد رکھیں یہ اس وقت تک عملاً ممکن ہی نہیں ہے جب تک ہم اپنی زندگی میں سوشل میڈیا کی اہمیت کو اور اس پر صرف ہونے والے اپنے قیمتی وقت کو کم سے کم نہ کر دیں۔علاوہ ازیں فیس بک،واٹس ایپ،ٹک ٹاک وغیرہ استعمال کرتے ہوئے شریعت کے ضابطوں اور حیاء کی حدود و قیود کی سختی سے پابندی اپنے اُوپر لازم نہ کر لیں۔[xxxv]

ویلنٹائن ڈے

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154
Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-March)

14فروری کو منایا جانے والا ویلنٹائن ڈے کا نام نہاد تہوار بھی جدید یورپ کی تہذیبی گمراہی اور ثقافتی بے اعتدالیوں کا شاخسانہ ہے۔ مغربی ذرائع ابلاغ نے بالآخر جنسی آوارگی، بے ہودگی اور خرافات کو مسلسل پراپیگنڈے کے زور پر ایک 'تہوار' بنادیا ہے۔ مغربی میڈیا نوجوانوں میں اخلاقی نصب العین کے مقابلے میں ہمیشہ بے راہ روی کو فروغ دینے میں زیادہ دلچسپی کا اظہار کرتا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں بھی ایک مخصوص طبقہ ویلنٹائن ڈے کے نام پر نوجوان نسل کو اس میں مبتلا کرنے میں مصروف نظر آتا ہے۔

اہل پاکستان کی عظیم اکثریت اسلام ویلنٹائن ڈے کو مغرب کی تہذیبی گمراہی سمجھتے ہوئے اسے تہوار کے طور پر منانے کے لیے ذہنی طور پر تیار نہیں ہے۔ مگر ایک متحرک اقلیت جو فکری افلاس اور تہذیبی درماندگی کا شکار اور مغربی ذرائع ابلاغ کے پراپیگنڈہ سے غیر معمولی طور پر متاثر ہے، ویلنٹائن ڈے کو نوجوان نسل کے سامنے، محبت کا تہوار، بنا کر پیش کر رہی ہے۔[xxxvi]

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-March)

خلاصہ

مطابق دور زوال میں جب مسلمانوں کا تعلیمی نظام بھی ان کے ہاتھ سے نکل کر مغربی افکار کے تابع ہوا تو مغربی تہذیب اور زبان و فکر مسلمان بچوں میں عام ہونا شروع ہوئی۔ مغربی لباس اور طرز زندگی کو فخریہ انداز میں اپنانے کی وجہ سے مسلمان بچے اپنے والدین کے ہاتھوں سے نکل گئے۔ تعلیمی اداروں میں مغربی لباس اور طرز زندگی کو بھی ان تعلیمی اداروں میں فروغ دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے مسلمان بچوں کے اذہان اور طرز زندگی پر فرق نمایاں ہوتا ہے اور مسلم بچہ مغربی تہذیب کی طرف مائل ہو کر وہی انداز اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جس کی وجہ بچوں میں اخلاق عقائد نظریات اور سوچ متاثر ہوتی ہے۔ گویا ایک بچہ ابتداء سے ہی مغربی تہذیب اور ان کی زبان اور طرز رہن سہن کے مطابق زندگی گزارنے لگتا ہے۔ تو جب وہ جوان ہوتا ہے تو ظاہر ہے ان ہی نظریات کو ساتھ لے کر پروان چڑھتا ہے جس کی وجہ یہ چیز ان کی زندگی کا جزو بن کر رہ جاتی ہے۔

رہی سہی کسر مغربی معیشت نے پوری کر دی اور زندگی سے قناعت اور کسب حلال جیسی چیزوں کو نکال کر بہتر طرز زندگی کا نعرہ عام ہوا۔ جس کی وجہ سے حرام کاروبار اور پیشے اختیار کرنے کو بھی عیب نہ سمجھا گیا اور خواتین سے بہتر و حجاب اور نامناسب اور پر وقار لباس کی جگہ مغربی لباس عام ہوا اور وہی قابل فخر ذریعہ بننے لگا۔ مغربی طریقہ تفریح (تعلیمی اداروں میں ڈانس پارٹیاں وغیرہ) بھی رواج پذیر ہو رہی ہیں۔ علاوہ ازیں مغربی کھانوں کو رواج بھی مسلمان خاندانوں میں عام ہو رہا ہے۔ چند لوگ ویلنٹائن ڈے اور اپریل فول جیسے فضول مغربی تہوار منانے لگے ہیں۔

مخلوط محفلوں، انٹرنیٹ کے غلط استعمال نے فحاشی و عریانی کو فروغ دیا۔ ناجائز تعلقات نہ صرف عام ہونے لگے بلکہ فخر کا سبب بھی بن گئے۔ نوجوانوں میں بوائے فرینڈ، گرل فرینڈ کلچر بھی رواج پذیر ہو رہے ہیں۔ سوشل میڈیا پر شادی شدہ مردوں اور خواتین کی دوستیاں خاندنی نظام میں دڑار اور علیحدگی سبب بن رہی ہیں۔ خاندان کے بزرگ بھی بوجھ لگنا شروع ہو گئے اور اولڈ ہومز کا قیام شروع ہو گیا۔ خواتین کی شوقیہ ملازمت کی وجہ سے اولاد ڈے کیئر میں بڑی ہونے لگی ہے۔

جو نوجوان بچیاں ٹی وی، فلموں اور موسیقی سے متاثر ہوتی ہیں وہ بالکل ہی اندھی تقلید میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ کالج اور یونیورسٹی جاتے ہوئے وہ کسی فلم کی ہیروئن سے کم نظر نہیں آنا چاہتیں۔ لباس کا انداز، بال بنانے کا انداز حتیٰ کہ گفتگو کا انداز بھی کسی نہ کسی ایکٹرس (اداکارہ) کا اپنایا جاتا ہے

اس کے علاہ خود غرضی اور لاتعلقی بھی عام ہونے لگے۔ ہر بندہ اپنی ذات کا سوچنے لگا جس کی وجہ سے ایک خود غرض معاشرہ وجود میں آیا اور مسلم خاندان نظام کا شیرازہ بکھرنے لگا۔

سفارشات

- تعلیمی اداروں میں اساتذہ اہتمام کے ساتھ مغربی اور اسلامی تہذیب کے حوالے سے طلباء و طالبات میں اگاہی پیدا کریں۔
- علماء کرام "موعظۃ الحسنۃ" کے معیار کو سامنے رکھتے ہوئے لوگوں کو مغربی تہذیب اور طرزِ معاشرت کے نقصانات سے آگاہ کریں۔
- اسلامی عقائد، نظریات اور تہذیب و تمدن کی خصوصیات لوگوں کو بتائی جائیں۔
- آسان اور بر وقت نکاح کو فروغ دیا جائے۔
- خواتین اور بچوں کو خصوصی طور پر وہ حقوق دیے جائیں جو اسلام نے مقرر کیے ہیں ورنہ تہذیبِ مغرب ان کے آئیڈیل بن جائے گی۔
- حکومتی ادارے میڈیا اور سوشل میڈیا پر خصوصی نظر رکھیں اور اسلامی اقدار کی بحالی کو یقینی بنائیں۔
- مغربی تہواروں کی حوصلہ شکنی ضروری ہے۔
- انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے استعمال میں شرعی حدود کی پاسداری کی جائے۔

ISSN Online : 2709-4162
ISSN Print : 2709-4154

Volume.7, Issue.1 (2024)
(January-March)

مصادر و مراجع

- ابوالحسن ندوی۔ کاروانِ زندگی۔ کراچی: مجلس نشریات اسلام۔ س۔ن۔
- ڈاکٹر خالد علوی۔ اسلام کا معاشرتی نظام۔ لاہور: الفیصل ناشران۔ اردو بازار۔ س ن۔
- ڈاکٹر محمد امین۔ اسلام اور تہذیبِ مغرب کی کشمکش۔ لاہور: بیت الحکمت۔ 2006ء۔
- مودودی، ابوالاعلیٰ۔ نحن والحضارة الغربية۔ دمشق: دارالفکر۔ س ن۔
- مودودی، ابوالاعلیٰ۔ اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی۔ لاہور: اسلامک پبلیکشنز لمیٹڈ۔ س ن۔
- مبشر نذیر۔ الحاد جدید کے مغربی اور مسلم معاشروں پر اثرات۔ کراچی: دار التحقیق جامعہ کراچی۔ 2019ء۔
- ڈاکٹر ساجد اسد اللہ اور ڈاکٹر خالد محمود عارف۔ نوجوان نسل کے معاصر منفی رویے اور سوشل میڈیا۔ التبین۔ جلد 6، شمارہ 1، جنوری تا جون، 2022ء
- فاروق حیدر۔ عالمگیریت اور مسلم خاندان۔ القلم۔ اپریل 2017ء
- محمد سرفراز خالد۔ عرب دنیا پر مغربی تہذیب کے اثرات مولانا ابوالحسن ندوی کے افکار کی روشنی میں۔ پاکستان جورنل آف اسلامک ریسرچ۔ والیم 16۔ 2015ء
- Syed Muhammad Nauib Al-Attas. Islam and Secularism.KUALAMLUMPUR: ISTAC,1993
- Bibi Aliya, Drastic Effects Of Western Family Life on Pakistani Family System and It,s Solution In Quranic Perspectives -Karachi: Shykh zahid Islamic Center, University of Karachi,The Islamic Culture, Volume 47 From
- https://www.tarjumanulquran.org/articles/sep-2021-social-media-aor-muashrati-nizam-main-intishar.
- https://magazine.mohaddis.com/home/articledetail/1541

---

[i] ابوالاعلیٰ مودودی، **نحن والحضارة الغربية** (دمشق: دارالفکر، س ن)، ص 27-29

[ii] مولانا مودودی، **اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی** (لاہور: اسلامک پبلیکشنز لمیٹڈ، س ن)، ص 320-322

[iii] مولانا مودودی، **اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی**، ص 320-322

[iv] ابوالاعلیٰ مودودی، **نحن والحضارة الغربية**، ص: 27

[v] Syed Muhammad Nauib Al-Attas, Islam and Securalism (KUALAMLUMPUR: ISTAC,1993), P:12.

[vi] ایضا، ص: 16

[vii] ایضا، ص: 17

[viii] ایضا، ص: 68

[ix] ایضا، ص: 14

[x] ایضا، ص: 15-16

[xi] ابوالحسن ندوی، **کاروانِ زندگی** (کراچی: مجلس نشریات اسلام، س۔ن) 1/185

[xii] محمد سرفراز خالد، عرب دنیا پر مغربی تہذیب کے اثرات مولانا ابوالحسن ندوی کے افکار کی روشنی میں، **پاکستان جورنل آف اسلامک ریسرچ** والیم 16، 2015

[xiii] **ایضا**

[xiv] **ایضاً**

[xv]ڈاکٹر خالد علوی، **اسلام کا معاشرتی نظام**(لاہور: الفیصل ناشران، اردو بازار، س ن)، ص:630

[xvi]ایضا، ص:630

[xvii]ایضا، ص:641

[xviii]ڈاکٹر محمد امین، **اسلام اور تہذیبِ مغرب کی کشمکش**(لاہور: بیت الحکمت، 2006)، ص:121

[xix]ایضا، 122-124

[xx]ایضا، ص:125

[xxi]ایضا، ص:128

[xxii]ایضا، ص:165-166

[xxiii]ایضا، ص:166-168

[xxiv]ایضا، ص:172-174

[xxv]ایضا، 179

[xxvi]فاروق حیدر، عالمگیریت اور مسلم خاندان، **القلم**، اپریل 2017، ص:321-322

[xxvii]ایضا

[xxviii]مبشر نذیر، **الحاد جدید کے مغربی اور مسلم معاشروں پر اثرات**(کراچی: دار التحقیق جامعہ کراچی، 2019)، ص:10

[xxix]ایضا، ص:26

Drastic Effects Of Western Family Life on Pakistani Family System and It,s Solution In Bibi Aliya, [xxx] **Quranic Perspecctives** (Karachi: Shykh zahid Islamic Center, Uniersity Of Karachi,The Islamic Culture, Volume 47 From), p:2.

[xxxi]ایضا

[xxxii]ایضا، ص:5

[xxxiii]ایضا

[xxxiv] ڈاکٹر ساجد اسد اللہ اور ڈاکٹر خالد محمود عارف، "نوجوان نسل کے معاصر منفی رویے اور سوشل میڈیا"، **التبیین**، جلد6، شمارہ1، (جنوری تا جون، 2022ء)، ص

[xxxv]https://www.tarjumanulquran.org/articles/sep-2021-social-media-aor-muashrati-nizam-main-intishar.

https://magazine.mohaddis.com/home/articledetail/1541 [xxxvi]